[1996] سپریم کورٹ رپوٹس9.S.C.R

ازعدالت عظمی

چرن سنگھ وغیرہ

بنام

اسٹیٹ آف پنجاب اور دیگران غیرہ

27نومبر1996

[کے رامسوامی اور جی ٹی ناناوتی، جسٹسز]

نزول لینڈ قاعدہ، :1956

سرکاری زمین — اپیل گزاروں کو گرانٹ — درج فہرست ذاتوں — غیر قابل کاشت بیکار زمین کو دس سال کے لیے پٹہ پر دینا — پٹہ کی میعاد ختم ہونا — اپیل گزاروں نے زمین کو دوبارہ حاصل کیا اور ٹیوب ویل بھی لگائے اور زمین پر کاشت کی — پٹہ کی میعاد ختم ہونے کے بعد بھی اپیل گزاروں کے قبضے میں رہے — میدخلی کی کارروائی — عدالت عالیہ کے ذریعے میدخلی کا حکم برقرار رکھا گیا — اپیل — یہ میدخلی کہ اپیل گزاروں کو غیر مجاز قابض کے طور پر سمجھنے کے بجائے اسے زمین تفویض کی گئی سمجھی جانی چاہیے۔نزول لینڈ قاعدہ، 1956 کے مطابق — منعقد ہوا، حکومت میدخلی کی کارروائی کرنے میں جائز نہیں تھی۔ مقدمے کے حقائق اور حالات — اپیل کنندگان کے قبضے میں شامل ہونے کے بعد زمین کو دوبارہ حاصل کیا گیا اور لیز کی میعاد ختم ہونے کے بعد قبضے میں رہا، حکومت سے مطالبہ کیا جاتا ہے کہ وہ اپنے قبضے کو باقاعدہ بنائے اور اپنی پالیسی کے مطابق اپنے قبضے میں موجود زمینوں کو تفویض کرے — ضروری شرائط کے ساتھ اپیل کنندگان کے قبضے کو باقاعدہ بنانے کے لیے حکام کو جاری کردہ ہدایت — اپیل کنندگان باقاعدہ ہونے تک قبضے میں رہیں گے اور بغیر کسی ذیلی کرایہ یا علیحدگی کے زمینوں سے لطف اندوز ہوں گے۔

آئین ہند: 1950 آرٹیکل38، 39(بی) اور46۔

اقتصادی اور سماجی انصاف — فراہم کرنا ریاست کا فرض — معاشرے کے کمزور طبقے اور درج فہرست ذاتوں اور درج فہرست قبائل کو استحصال سے تحفظ

مرلی دھر دیاند یو کیسیکر بنام وشوناتھ پانڈو باردے اور ایک اور [1995] ضمیمہ 2 ایس سی سی 549 اور آر چندیو رپا اور دیگر بنام ریاست کرناٹک اور دیگر [1995] 6 ایس سی سی 309، حوالہ دیا گیا۔

دیوانی اپیل کا عدالتی حد اختیار: دیوانی اپیل نمبر 15402 آف 1996 وغیرہ۔

1985 کے سی ڈبلیو پی نمبر 171 میں پنجاب اور ہریانہ عدالت عالیہ کے مورخہ 9.12.93 کے فیصلے اور حکم سے۔

وی سی مہاجن، پی این پوری، راجیو گرگ، این ڈی گرگ، اے ایس چہل، میسر ایس جنانی اور منوج سوروپ حاضر پارٹیوں کے لیے

عدالت کا مندرجہ ذیل حکم دیا گیا:

متبادل کی اجازت ہے۔

اجازت دی گئی۔

ہم نے دونوں طرف سے فاضل وکلاء کو سنا۔

ایس ایل پی (سی) نمبر 8269/ 94 سے پیدا ہونے والی اپیل کے حقائق مشترکہ فیصلے کے ذریعے تمام معاملات کو نمٹانے کے لیے کافی ہیں۔

اپیل کنندہ — درج فہرست ذاتوں کے رکن چرن سنگھ کو پالیسی کے مطابق ریاست پنجاب کے ضلع فرید کوٹ میں کٹلو پا کی ریونیو اسٹیٹ میں واقع 55 کنال 15 مرلہ زمین دی گئی تھی۔ اب یہ تنازعہ میں نہیں ہے کہ 1962 میں انہیں غیر کاشت شدہ بنجر زمین کا لیز دیا گیا تھا اور انہوں نے زمین کو دوبارہ حاصل کیا اور ٹیوب ویل بھی قائم کیا اور زمین پر کاشتکاری کر رہے تھے۔ مذکورہ لیز کی میعاد 1972 میں ختم ہوگئی۔ اس کے بعد، وہ ایسی زمین پر غیر مجاز قبضے میں پایا گیا۔ اس کی بے دخلی کے لیے کارروائی کی گئی۔ انہوں نے مختلف کارروائیوں میں اس کارروائی کو چیلنج کیا۔ بالآخر، اعتراض شدہ حکم میں یہ قرار دیا گیا کہ چونکہ وہ کرایہ دار تھا اور لیز کی میعاد وقت کے ساتھ ختم ہوگئی تھی، اس لیے اسے اس کے قبضے میں رہنے کا کوئی حق نہیں تھا۔ اس کے مطابق، عدالت عالیہ نے بے دخلی کے حکم کو برقرار رکھا۔

اپیل کنندہ کے قابل سینئر وکیل شری وی سی مہاجن کا کہنا ہے کہ چونکہ اپیل کنندہ درج فہرست ذاتوں کا رکن ہے اس لیے حکومت نے اسے عطا کیا تھا اور جو اصل میں فرید کوٹ کے مہاراجہ کی تھی، اس کے قبضے میں ایک بڑی حد تک زمین ملی تھی جس میں سے 38,000 مہاراجہ سے لی گئی تھی اور 20159 کنال، 2 مرلوں کو نازول زمین میں تبدیل کر دیا گیا تھا؛ حکومت نے اس نازول زمین کو درج فہرست ذاتوں کے اراکین کو عطا کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ انہوں نے اس سلسلے میں حکومت کی طرف سے جاری کردہ متعلقہ کارروائی ہمارے سامنے رکھی۔ وقتاً فوقتاً کی جانے والی کارروائیوں اور احکامات سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ یا تو نازول کی زمین یا سرکاری اضافی زمین کو ابتدائی طور پر درج فہرست ذاتوں کے اراکین پر مشتمل کوآپریٹو سوسائٹیوں کو تفویض کرنے کی ہدایت کی گئی تھی یا بعد میں انفرادی اراکین کے حق میں اس میں نرمی کی گئی تھی۔ لہذا، شری مہاجن کی طرف سے یہ دلیل دی گئی ہے کہ اپیل کنندہ کو غیر مجاز قابض کے طور پر استعمال کرنے کے بجائے، اسے نازول لینڈ رولز، 1956 کے مطابق زمین تفویض کی گئی سمجھی جانی چاہیے جو اس وقت رائج تھی۔ اس

کے بجائے، اپیل کنندہ کو بے دخل کرنے کی کوشش کی گئی۔ لہذا، مدعا علیہ حکومت کی طرف سے کی گئی کارروائی قانون میں درست نہیں ہے۔ ریاست کے ماہر وکیل شری منوج سوروپ کا کہنا ہے کہ یہ زمین اگرچہ 10 سال کے لیے تفویض کی قابل تھی، لیکن یہ سرکاری زمین تھی۔ حکومت کو رائج طریقہ کار کے مطابق افراد کو تفویض کرنے کا اختیار حاصل ہے۔ اس عدالت میں اپیلوں کے زیر التواء ہونے کی وجہ سے قبضہ لے لیا گیا اور زمین کو تیسرے فریق کو نیلام کر دیا گیا اور اس لیے اپیل کنندہ کسی حق کا حقدار نہیں ہے۔

متعلقہ تنازعات کو مدنظر رکھتے ہوئے، جو سوال غور کے لیے پیدا ہوتا ہے وہ یہ ہے: کیا جواب دہندگان کو قانونی طور پر اپیل گزاروں کے خلاف ان کی بے دخلی کے لیے کارروائی کرنا جائز تھا؟ ہمارا خیال ہے کہ حکومت نے مقدمہ کے حقائق اور حالات کے پیش نظر یہ کارروائی کرنا جائز نہیں تھا۔ ابتدائی طور پر، اپیل کنندگان انہیں دیے گئے پٹہ کے ذریعے قبضے میں آ گئے تھے۔ پٹہ کی میعاد ختم ہونے کے بعد وہ زمین کے قبضے میں رہے لیکن انہوں نے زمین کو دوبارہ حاصل کیا اور اسے کاشت کے تحت لایا، ظاہر ہے کہ کافی اخراجات اور محنت کے بعد۔ مرلی دھر دیاندیو کیسیکر بنام وشوناتھ پانڈو باردے اور دیگر [1995] ضمیمہ 2 ایس سی سی 549 میں، یہ سوال پیدا ہوا کہ کیا درج فہرست قبائل کو تفویض کی گئی زمینوں کی منتقلی قانونی طور پر درست تھی؟ اس تناظر میں، آئین کے آرٹیکل 21 کے ذریعے یقین دہانی کرائی گئی زندگی کے حق سمیت تمہید، رہنما اصولوں اور بنیادی حقوق پر غور کرتے ہوئے، اس عدالت نے فیصلہ دیا تھا کہ معاشی اختیار اور سماجی انصاف قبائل کے بنیادی حقوق ہیں۔ فلاحی ریاست کا بنیادی مقصد ایک شہری کے طور پر اپنے کام میں خود اظہار کے ساتھ ساتھ تفریحی اور سماجی انصاف کے حصول کے لیے کافی حد تک سماجی، اقتصادی اور سیاسی مساوات کا حصول ہے۔ فلاحی ریاست کی امتیازی خصوصیت کمیونٹی کی طرف سے فرض ہے، جو ریاست کے بذریعے کام کرتی ہے اور اس کی ذمہ داریوں کے مطابق ذرائع اور مواقع فراہم کرتی ہے جس کے بذریعے اس کے تمام اراکین اقتصادی سلامتی، سماجی حیثیت، ثقافت اور صحت کے کم سے کم معیار تک پہنچ سکتے ہیں۔ اس لیے فلاحی ریاست کو اپنے اراکین کی مدد کے لیے اجتماعی ذمہ داری کے ساتھ کام کرنے کے لیے بڑے پیمانے پر کمیونٹی کی مدد کے لیے مثبت اقدامات کرنے چاہئیں۔ اس لیے اس کا انعقاد اس طرح کیا گیا:

" آئین کا آرٹیکل 21 زندگی کے حق کی ضمانت دیتا ہے۔ زندگی کے حق کو بامعنی اور موثر بنانے کے لیے، اس عدالت نے وسیع تشریح پیش کی اور تعلیم، صحت، تیز رفتار مقدمے کی سماعت، مساوی کام کے لیے مساوی اجرت کے حق کو اپنے دائرے میں لایا۔ آرٹیکل 14، 15 اور 16 امتیازی سلوک کی ممانعت کرتے ہیں اور مساوات کو تسلیم کرتے ہیں۔ ایک اشتراکیت جمہوریہ کے طور پر آئین کی تمہید میں معاشی عدم مساوات کو دور کرنے اور مہذب معیار زندگی کے لیے سہولیات اور مواقع فراہم کرنے اور معاشرے کے کمزور طبقات، خاص طور پر درج فہرست ذاتوں یعنی دلتوں اور درج فہرست قبائل یعنی قبائل کے معاشی مفادات کا تحفظ کرنے اور انہیں ہر طرح کے استحصال سے بچانے کا تصور کیا گیا ہے۔" بہت سے دن آئی ڈی 1 کے پیچھے چلے گئے لیکن غریبوں کی زندگیوں میں کوئی تبدیلی نہیں آتی اور امیر اور غریب کے درمیان فرق بتدریج ناقابل تلافی ہونے کے دہانے پر پہنچ رہا ہے۔

تمام شہریوں کے لیے روزی روٹی کے مناسب ذرائع فراہم کرنا اور مشترکہ فلاح و بہبود کے لیے کمیونٹی کے مادی وسائل کی تقسیم، غریبوں، دلتوں اور قبائل کو بھارتیہ معاشرے کے ڈھانچے میں بنیادی تبدیلی لانے کے لیے بنیادی ضروریات کو پورا کرنے کے قابل بناتی ہے جو ذات، ذیلی ذات، نسل، مذہب، نسل، زبان اور جنس کی بنیاد پر لوگوں کے درمیان علیحدگی کی ناقابل تسخیر دیواریں کھڑی کر کے تقسیم کیا گیا تھا۔ مواقع اور حیثیت کی مساوات اس طرح سماجی یکجہتی کی بنیاد بن جائے گی۔ اس طرح معاشی اختیار سازی حیثیت کی مساوات، شخص

کے وقار اور مساوی مواقع کو سچائی بنانے کی بنیاد ہے۔ قانون کی حکمرانی کے بذریعے سماجی انقلاب کے لیے آئین کے عزم کی بنیاد بنیادی حقوق اور ہدایت کے اصولوں کو ایک دوسرے کے لیے اضافی اور تکمیلی کے طور پر نافذ کرنے میں مضمر ہے۔ تمہید، بنیادی حقوق اور ہدایت کے اصول — تثلیث — آئین کا ضمیر ہیں۔ سیاسی جمہوریت کو مستحکم ہونا چاہیے۔ سماجی و اقتصادی جمہوریت کو مضبوط جڑیں پکڑنی چاہئیں اور اسے ایک طرز زندگی بننا چاہیے۔ اس لیے ریاست کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ غریبوں، معاشرے کے کمزور طبقوں، دلتوں اور قبائل کو روزی روٹی کے مناسب ذرائع فراہم کرے اور مشترکہ فلاح و بہبود وغیرہ کے لیے برادری کے مادی وسائل تقسیم کرے۔

اس کے مطابق یہ قرار دیا گیا کہ معاشی اختیار کا حق ایک بنیادی حق ہے۔ مجاز اتھارٹی کی اجازت کے بغیر تفویض کردہ زمین کی منتقلی کو کالعدم قرار دیا گیا۔

آر چندیورپا اور دیگر بنام ریاست کرناٹک اور دیگر [1995] 6 ایس سی سی 309 میں، اس عدالت کو اس بات پر غور کرنا تھا کہ آیا درج فہرست ذاتوں کو عطا کی گئی سرکاری زمینوں کی منتقلی آرٹیکل 39 (بی) اور 46 کے تحت آئینی مقاصد کی خلاف ورزی تھی۔ یہ قرار دیا گیا کہ تقسیم انصاف کے ایک حصے کے طور پر دلتوں، قبائل اور غریبوں کو معاشی طور پر بااختیار بنانا آرٹیکل 39 (بی) کے تحت انہیں زمین کی تفویض کا بنیادی حق ہے جو کہ درج فہرست ذاتوں کو سماجی و اقتصادی انصاف فراہم کرنا ہے۔ اس لیے زمین کی علیحدگی کو آئینی مقاصد کی خلاف ورزی قرار دیا گیا۔ اس کا انعقاد اس طرح کیا گیا :

" درحقیقت، سماجی اور اقتصادی قانون سازیہ کا مجموعی اثر بنیادی ڈھانچے کی وضاحت کرنا ہے۔ مزید برآں، سماجی نظام ان خواہشات اور امنگوں کو تشکیل دیتا ہے جو اس کے شہریوں کی ہوتی ہیں۔ یہ جزوی طور پر اس بات کا تعین کرتا ہے کہ وہ کس قسم کے افراد بننا چاہتے ہیں اور ساتھ ہی وہ کس قسم کے افراد ہیں۔ اس طرح ایک معاشی نظام نہ صرف موجودہ خواہشات اور ضروریات کو پورا کرنے کے لیے ایک ادارہ جاتی آلہ ہے بلکہ مستقبل میں خواہشات پیدا کرنے اور تشکیل دینے کا ایک طریقہ ہے۔ اس لیے سماجی و اقتصادی جمہوریت کی ایک لازمی آئینی اسکیم کے طور پر غریبوں، دلتوں اور قبائل کو معاشی طور پر بااختیار بنانا سیاسی جمہوریت کا ایک طرز زندگی ہے۔ اس لیے معاشی اختیار کاری ایک بنیادی انسانی حق ہے اور غریبوں، کمزور طبقوں، دلتوں اور قبائل کے لیے زندگی، مساوات اور حیثیت اور وقار کے حق کے حصے کے طور پر ایک بنیادی حق ہے۔

علیحدگی سے ممانعت آئین کی تمہید کے ساتھ پڑھے جانے والے آرٹیکل 14، 21، 38، 39 اور 46 کے تحت معاشی اختیار کی آئینی پالیسی کو نافذ کرنا ہے۔ اس کے مطابق یہ فیصلہ کیا گیا کہ علیحدگی کی اجازت دینے سے انکار آئینی پالیسی کو نافذ کرنے کے لیے ہے۔ کنٹریکٹ ایکٹ کی دفعہ 23 کے تحت علیحدگی کو کالعدم قرار دیا گیا تھا جو کہ حیثیت، افراد کے وقار اور معاشی اختیار کی برابری کے لیے معاشی اختیار کی آئینی اسکیم کی خلاف ورزی ہے۔"

یہ بھی کہا گیا کہ تمام شہریوں کے لیے روزی روٹی کے مناسب ذرائع فراہم کرنا اور عام فلاح و بہبود کے لیے کمیونٹی کے مادی وسائل کی تقسیم غریبوں، دلتوں اور قبائل کو بھارتیہ معاشرے کے ڈھانچے میں بنیادی تبدیلی لانے کے لیے بنیادی ضروریات کو پورا کرنے کے قابل بناتی ہے۔ مواقع اور حیثیت کی مساوات اس طرح سماجی یکجہتی کی بنیاد بن جائے گی۔ اس لیے سیاسی جمہوریت کو مستحکم بنانے کے لیے

معاشی اختیار ایک بنیادی انسانی حق اور زندگی کے حق کے ایک حصے کے طور پر بنیادی حق ہے۔اس کے بعد سماجی و اقتصادی جمہوریت مضبوط جڑیں پکڑ لے گی اور ایک طرز زندگی بن جائے گی۔اس لیے ریاست کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ معاشرے کے غریب اور کمزور طبقوں، دلتوں اور قبائل کو روزی روٹی کے مناسب ذرائع فراہم کرے اور مشترکہ فلاح و بہبود کے لیے کمیونٹی کے مادی وسائل ان میں تقسیم کرے۔انصاف انسانی طرز عمل کی ایک خاصیت ہے اور سماجی و اقتصادی انصاف کے قیام کے لیے قانون کی حکمرانی ناگزیر بنیاد ہے۔سیاسی معیشت کے نظریے میں عوامی بھلائی کے لیے تشریح شامل ہونی چاہیے جو انصاف پر مبنی ہو جو معاشی اور سماجی پالیسی کے سوالات زیر غور ہونے پر لوگوں کی رہنمائی کرے۔

اب یہ حکومت کی طے شدہ پالیسی ہے جیسا کہ آئین کے آرٹیکل 46 اور رہنما اصولوں، خاص طور پر آرٹیکل 38 اور 39(بی) اور آئین کی تمہید کے تحت حکم دیا گیا ہے کہ معاشرے کے کمزور طبقات، خاص طور پر درج فہرست ذاتوں اور درج فہرست قبائل کے ساتھ معاشی اور سماجی انصاف کیا جائے اور انہیں سماجی ناانصافی اور ہر قسم کے استحصال کی روک تھام سے روکا جائے۔معاشی اختیار کاری کے اس آئینی مقصد کی روشنی میں، حکومت نے یا تو درج فہرست ذاتوں پر مشتمل ایک کوآپریٹو سوسائٹی یا درج فہرست قبائل کے انفرادی اراکین کو پٹہ پر تفویض کرنے کی پالیسی صحیح طریقے سے لی ہے، جیسا کہ معاملہ ہو، ان کی پالیسی کے مطابق 20 روپے فی ایکڑ یا 90 گنا زمینی محصول، جو بھی کم ہو، کی شرح سے رائج ہے۔ان حالات میں، اپیل گزاروں کے قبضے میں آنے کے بعد انہوں نے زمین کو دوبارہ حاصل کر لیا اور لیز کی میعاد ختم ہونے کے بعد بھی قبضے میں رہے، حکومت کو ان کے قبضے کو باقاعدہ بنانے اور اپنی پالیسی کے مطابق ان کے قبضے میں موجود زمینوں کو تفویض کرنے کی ضرورت ہے۔لہذا، اپیل گزاروں کو ہدایت دی جاتی ہے کہ وہ آج سے چار ہفتوں کے اندر مجاز اتھارٹی کو ضروری درخواست دیں اور حکام کو ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ اپنے قبضے کو باقاعدہ بنائیں تاکہ انہیں سماجی و اقتصادی انصاف فراہم کرنے کے آئینی مقصد کی روشنی میں اس کے قبضے میں رہنے اور اس سے لطف اندوز ہونے کے لیے ضروری شرائط عائد کی جائیں، اس سلسلے میں ذیلی کرایہ پر دینے یا تمام متعلقہ شرائط کو فروخت کرنے پر پابندیاں لگائی جائیں تاکہ وہ قبضے میں رہیں اور آئین کے تحت دی گئی اپنی سماجی اور معاشی حیثیت کو بہتر بنانے کے لیے اس سے لطف اندوز ہوں۔حکام کو یہ بھی ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ درخواستیں موصول ہونے کی تاریخ سے دو ماہ کی مدت کے اندر نمٹائیں۔اپیل کنندگان باقاعدہ ہونے تک قبضے میں رہیں گے اور بغیر کسی ذیلی کرایہ یا علیحدگی کے زمینوں سے لطف اندوز ہوں گے۔

اپیلوں کو اسی کے مطابق نمٹا دیا جاتا ہے۔کوئی اخراجات نہیں۔

توہین عدالت کی درخواست مسترد کر دی جاتی ہے۔

ٹی۔این۔اے

اپیلوں کو نمٹا دیا گیا۔

Javeed Ahmed Geelani
2024.07.15 13:17
I am the author of this document